اقبال کے رنگِ نعت سے اکیسویں صدی کے نعت نگاروں کی اثر پذیری: ایک تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر حسن رضا اقبالی

استاد شعبۂ اردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، اوکاڑا

Abstract:

Allama Muhammad Iqbal (1877-1938) revolutionized Urdu Naat by infusing it with intellectual and artistic depth, transcending traditional devotional expressions. Inspired by the Holy Prophet's (PBUH) life, Iqbal's Naat integrates metaphysical and universal themes with national and cultural narratives, employing modern poetic forms like rubai, masnavi, and musaddas. His approach, marked by thematic diversity and stylistic innovation, set a new paradigm for Naat. This influence is evident in 21st-century poets like Hafeez Taib, Muzaffar Warsi, Sabih Rehmani, and others, who adopt Iqbal's style to reflect contemporary issues such as moral decline, political instability, and global Muslim struggles. By aligning Naat with modern sensibilities, these poets enrich it with symbolic and metaphorical expressions, resonating with Iqbal's vision of universal spirituality and reform. This study examines Iqbal's intellectual and stylistic contributions, analyzing how his legacy shapes the thematic and aesthetic evolution of 21st-century Urdu Naat, making it a powerful medium for spiritual reflection and socio-political commentary.

Keywords: Iqbal(اقبال), Naat(نعت), Muslim Ummah(مسلم امہ), 21st Century (اکیسویں صدی), Universal Spirituality(عالمی روحانیت)

تعارف موضوع

اردو نعت کی روایت میں الطاف حسین حالی نے اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے غزل کی طرح نعت میں بھی جدت اور تازگی متعارف کرائی۔ ان کی مسدس "مد و جزرِ اسلام" نہ صرف مقبول ہوئی بلکہ اس کے نعتیہ اشعار ضرب المثل بن گئے۔ علامہ اقبال نے اگرچہ باقاعدہ نعت گوئی نہیں کی، لیکن ان کی مثنویات، منظومات، غزلیات، اور رباعیات میں نبی اکرم ﷺ کی مدح میں کہے گئے اشعار جدید نعت کا درخشاں باب ہیں۔ اقبال کے یہ اشعار اردو شاعری میں انقلاب کا باعث بنے اور نعت کے لیے نئے فکری و فنی آفاق کھولے۔ قیامِ پاکستان کے بعد حفیظ جالندھری، بہزاد لکھنوی، اقبال سہیل، ذکی کیفی، اور محشر رسول نگری جیسے شعرا نے نعت گوئی کو فروغ دیا، جس سے یہ صنف مزید مستحکم ہوئی۔ اکیسویں صدی میں عبد العزیز خالد، عاصی کرنالی، حفیظ تائب، ریاض مجید، مسرور کیفی، سید نصیر الدین نصیر، اور خورشید رضوی جیسے نعت نگاروں نے مضامینِ نو اور تازہ اسلوب کے ساتھ حضور ﷺ کی سیرت، کردار، اور تعلیمات کو شاعری میں سمایا۔ اس عہد میں متعدد نعتیہ مجموعے، تنقیدی کتب، اور تذکرے شائع ہوئے، جو نعت کی ترقی کی عکاسی کرتے ہیں۔ نئی نعت میں علامات، استعارات، اور نئے فکری رجحانات نے تنوع پیدا کیا۔ اقبال نے نعت کو فکری، انقلابی،

اور عالمگیر پیغام سے منسوب کیا، جو اکیسویں صدی کے نعت نگاروں جیسے حفیظ تائب اور صبیح رحمانی کی شاعری میں جھلکتا ہے۔ یہ مطالعہ اقبال کے نعتیہ اثرات کی عصری نعت پر عکاسی کا جائزہ لیتا ہے۔

مبحث اول: اقبال کی نعت گوئی کی فکری و فنی بنیادیں

اقبال کی نعت گوئی اردو شاعری میں ایک منفرد اضافہ ہے، جو فکری گہرائی اور فنی جدت کی حامل ہے۔ انہوں نے نعت کو محض مذہبی جذبات سے بلند کر کے قومی و ملی مسائل سے جوڑا، اسے ایک عالمگیر پیغام بناتے ہوئے اس کی حدود کو وسعت دی۔ اقبال کی نعتوں کی فکری اساس حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر مبنی ہے، جنہیں انہوں نے کائنات کی مرکزی شخصیت قرار دیا۔ ان کی شاعری میں ایمانی قبولیت، عشقِ رسول، خود سپردگی، پیغامِ رسالت کی ترویج، امت کی رہنمائی، اور کائناتی مرکزیت نمایاں ہیں۔

فکری اساس

اقبال کی نعت گوئی کی بنیاد حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر استوار ہے۔ انہوں نے رسالت مآب ﷺ کو کائنات کی مرکزی شخصیت قرار دیا اور نعت کو توحید و رسالت سے مربوط کیا۔ ان کی نعتوں میں چھ جہتیں نمایاں ہیں: منصبِ رسالت کی ایمانی قبولیت، عشقِ رسول، خود سپردگی، پیغامِ رسالت کی ترویج، امت کی رہنمائی، اور کائناتی مرکزیت۔ یہ عناصر نعت کو عالمگیر بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر، اقبال[1] فرماتے ہیں:

اے بادِ صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

یہ اشعار امت کی زبوں حالی کی عکاسی کرتے ہیں۔

فنی جدت

اقبال نے نعت کے روایتی اسلوب کو نظرانداز کرتے ہوئے رباعی، مسدس، مثنوی، اور ترکیب بند کو اپنایا۔ انہوں نے نعت کو وجود و شہود سے جوڑ کر ایک معجزاتی فن پارہ بنایا۔ ان کی نعتوں میں سوزِ دروں اور جذبِ باطن کا امتزاج ہے، جو انہیں ممتاز کرتا ہے۔ یہ جدت ان کی شاعری کو ایک نئی روایت کی بنیاد بناتی ہے، جس نے بعد کے نعت نگاروں کو متاثر کیا۔

فراقی (2) لکھتے ہیں:

"علامہ نے کلاسیکی نعت گوئی سے ایک رستہ نکالا اور آج یہی رستہ خود کلاسیک کا درجہ اختیار کر گیا ہے ہمارے آج کے نعت گو شعراء پر علامہ کا فیضان اتنا واضح ہے کہ اس کے لیے کسی مثال کی ضرورت نہیں۔"

عالمگیر پیغام

اکیسویں صدی کی نعت گوئی میں اقبال کے عالمگیر پیغام کا گہرا اثر نظر آتا ہے۔ اقبال نے نعت کو صرف عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ ایک آفاقی پیغام کا وسیلہ بنایا۔ ان کے نزدیک رسالتِ محمدی ﷺ صرف عربوں یا مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ یہی نظریہ اکیسویں صدی کی نعت میں مزید واضح ہو کر سامنے آتا ہے۔ جدید نعت نگاروں نے آپ ﷺ کی ذات کو کائناتی وحدت اور روحانی مرکز کے طور پر پیش کیا۔ نعت میں "رحمۃ للعالمین" کے تصور کو جدید تناظر میں بیان کیا گیا، جہاں انسانیت، اخوت، عدل، اور امن کو مرکزی موضوع بنایا گیا ہے۔ یہ رجحان اس بات کا مظہر ہے کہ موجودہ دور کے نعت گو صرف امتِ مسلمہ سے مخاطب نہیں بلکہ پوری دنیا کو رسول اکرم ﷺ کے پیغام سے روشناس کرانا چاہتے ہیں۔ جدید نعت میں استعارہ، علامت اور فلسفہ کے ذریعے یہ عالمگیر پیغام بیان کیا جاتا ہے، جو اقبال (3) کے اس شعر کی عملی تعبیر بن جاتا ہے:

نہیں وجود حدود و ثُغُور سے اس کا
محمدِؐ عربی سے ہے عالمِ عربی

یہ پیغام نعت کو صرف ایک صنفِ ادب نہیں بلکہ بین الاقوامی فکری اور روحانی تحریک بنا دیتا ہے، جو انسانیت کے لیے روشنی کا مینار ہے۔

قومی و ملی مسائل

اقبال نے نعت کو امت کے سیاسی و سماجی مسائل سے جوڑا۔ ان کی نعتوں میں امت کی اصلاح کی خواہش نمایاں ہے، جو روایتی نعت سے مختلف ہے۔ یہ رجحان نعت کو امت کی فلاح کا ذریعہ بناتا ہے، جو اقبال کی فکر کا مرکزی نقطہ ہے۔

روحانی گہرائی

اقبال کی نعتوں میں روحانی گہرائی اور خود سپردگی کا جذبہ نمایاں ہے۔انھوں نے حضور ﷺ سے قلبی تعلق کو شاعری میں پیش کیا، جو ایک عظیم روحانی تجربہ بناتا ہے۔یہ روحانی گہرائی اقبال کی نعت گوئی کو ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے۔

مبحث دوم: اکیسویں صدی کے نعت نگاروں پر اقبال کا اثر

اکیسویں صدی کے نعت نگاروں نے اقبال کی فکری و فنی روایت سے گہری اثر پذیری حاصل کی اور نعت کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔حفیظ تائب، مظفر وارثی، صبیح رحمانی، ریاض حسین چودھری، امجد اسلام امجد، اور دیگر شعرا نے اقبال کے موضوعات، اسلوب، اور فکری گہرائی کو اپنایا۔

معروف نعت نگار چودھری(4) لکھتے ہیں:

> ”اکیسویں صدی کا آغاز کائناتِ نعت میں اظہار وابلاغ کے نئے آفاق کی تسخیر کے عزمِ نو اور ولولۂ تازہ کے ساتھ ہوا ہے، اس تخلیقی، تہذیبی، روحانی اور وجدانی سفر کے ابتدائی مراحل ہی میں تفہیمِ نعت کے امکانات کی نئی دنیاؤں کی دریافت کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں، افقِ دیدہ ودل پر جدید حسیت کا بھرپور احساس نئے امکانات کو واضح اور روشن کر رہا ہے“۔

حفیظ تائب کی نعت گوئی

حفیظ تائب نے اقبال کی طرح نعت کو امت کے مسائل سے جوڑا۔ان کی نعتوں میں پاکستان کی اخلاقی، سیاسی، اور مذہبی اقدار کا زوال اور عالمی سطح پر مسلم امت کے چیلنجز نمایاں ہیں۔تائب کی شاعری میں اقبال کی دردمندی جھلکتی ہے۔مثال کے طور پر، ان کی نعتوں میں جدید انسان کی روحانی حاجات کو بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا، جو اقبال کے شعر [5]سے ہم آہنگ ہے:

ہے دور وصال بحر بھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی

یہ شعر امت کی روحانی گمراہی کی عکاسی کرتا ہے۔تائب نے نعت کو سماجی و روحانی اصلاح کا ذریعہ بنایا۔

مظفر وارثی کی مترنم شاعری

مظفر وارثی نے اقبال کے مترنم اسلوب کو اپناتے ہوئے نعت میں نغمہ کاری اور سادگی متعارف کرائی۔ان کی نعتوں میں قومی وملی مسائل کے ساتھ محبت وعقیدت کا امتزاج ملتا ہے۔وارثی کی شاعری میں اقبال کے فکری اثرات کے

ساتھ غزل گوئی کی چاشنی شامل ہے۔ انہوں نے نعت کو سادہ لیکن گہرے لب و لہجے میں پیش کیا، جو اقبال کی شاعری کی طرح دلوں کو چھوتی ہے۔ وارثی کی نعتوں نے امت کی روحانی بیداری پر زور دیا۔

صبیح رحمانی کا علامتی انداز

صبیح رحمانی نے اقبال کے کائناتی و روحانی تصورات کو علامتی و استعاراتی انداز میں پیش کیا۔ ان کی نعتوں میں تہذیبی و اخلاقی اقدار کی بحالی کی خواہش نمایاں ہے۔ رحمانی نے نعت کو کائناتی سچائیوں سے جوڑا، جس سے اس کی عالمگیر اپیل بڑھتی ہے۔ ان کی شاعری میں جدید علامات اور استعارات اقبال کی فکری وسعت کو عصری تناظر میں پیش کرتے ہیں۔ رحمانی کی نعتوں میں اقبال کی روحانی گہرائی کی جھلک ملتی ہے۔

ریاض حسین چودھری کی جدت

ریاض حسین چودھری نے اقبال کی روایت کو وسعت دیتے ہوئے نعت کو عصری مسائل سے جوڑا۔ ان کے بقول:(4)

"اکیسویں صدی کی نعت نے نئے آفاق تسخیر کیے ہیں"۔

ان کی نعتوں میں اقبال کی فکری گہرائی اور سماجی شعور نمایاں ہے۔ چودھری نے نعت کو تہذیبی اقدار کی بحالی اور معاشرتی ناانصافی کے خلاف آواز کے طور پر پیش کیا۔ ان کی شاعری امت کی اصلاح پر زور دیتی ہے۔

دیگر نعت نگاروں کا کردار

امجد اسلام امجد، نعیم صدیقی، اور شہزاد احمد نے اقبال کے فکری و فنی اثرات کو اپناتے ہوئے نعت کو جدید اسلوب میں پیش کیا۔ امجد اسلام امجد کی نعتوں میں سادگی اور گہرائی کا امتزاج ہے۔ نعیم صدیقی نے عصری مسائل کو موضوع بنایا، جبکہ شہزاد احمد نے اقبال کے عالمگیر پیغام کو اپنایا۔ ان کی شاعری میں اقبال کی روحانی گہرائی اور امت کی فلاح کی خواہش نمایاں ہے۔

مبحث سوم: اکیسویں صدی کی نعت گوئی کا ارتقا

اکیسویں صدی کی نعت نے اقبال کی روایت کو وسعت دیتے ہوئے نئی اصناف، موضوعات، اور اسالیب کو اپنایا۔ یہ نعت عقیدت کے ساتھ عصری مسائل کا نوحہ اور اصلاح کی دعا ہے۔

موضوعاتی تنوع

اکیسویں صدی کی نعت گوئی میں موضوعاتی وسعت نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ روایتاً نعت محض مدح وثنا اور عقیدت کے جذبات تک محدود تھی، تاہم عصر حاضر میں یہ صنف اسلامی تہذیب، امت مسلمہ کے مسائل اور عالمی تناظر کے مباحث کی نمائندہ بھی بن چکی ہے۔ نائن الیون کے بعد اسلامی دنیا کو درپیش چیلنجز— خصوصاً دہشت گردی، اسلاموفوبیا، اور تہذیبی شناخت کے بحران — نے نعت گو شعرا کو ایک نئے فکری زاویے سے سوچنے پر مجبور کیا۔ انہوں نے اپنی نعتوں میں عقیدت کو برقرار رکھتے ہوئے ان عصری مسائل کو نہایت بصیرت کے ساتھ سمویا۔ اقبال کی نعتیہ شاعری میں بھی امت کی زبوں حالی اور زوال پر نوحہ اور اصلاح کی امید جھلکتی ہے، جیسے ان کے ہاں "شکوہ" اور "جوابِ شکوہ" میں دکھ و درد کی گہرائی موجود ہے۔ اسی طرز پر موجودہ دور کے شعرا نے امت کی فکری، روحانی، اور معاشرتی پسماندگی کو نعت کے پیرائے میں پیش کیا۔ جدید نعتوں میں مسلمانوں کی سیاسی پستی، اقتصادی بحران، اور سماجی ناانصافی جیسے موضوعات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یوں نئی نعت نہ صرف ایک روحانی عمل بلکہ فکری بیداری اور شعور کی تشکیل کا ذریعہ بن چکی ہے۔

ہیئتی جدت

اکیسویں صدی کی نعت گوئی میں ہیئت کے اعتبار سے بھی واضح تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ روایتی نعت کے مخصوص سانچوں، جیسے غزل، قصیدہ یا بحر متقارب میں تحریر کی روایت سے ہٹ کر جدید شعرا نے متنوع ہیئتی تجربات کیے۔ انہوں نے رباعی، مثنوی، مسدس، اور دوبیتی جیسے اقبالی سانچوں کو اپنایا اور جدید نظم، خصوصاً آزاد نظم، کو نعت گوئی میں شامل کیا۔ علامہ اقبال کی شاعری میں نظم کے ذریعے موضوعات کو بھرپور انداز میں اجاگر کرنے کا رجحان نئی نعت کے شعرا کو بھی متاثر کرتا ہے۔ انہوں نے علامتی، استعاراتی اور تلمیحی اسلوب کو اپنایا تاکہ نعت کو ایک جمالیاتی اور فکری گہرائی عطا کی جاسکے۔ یہ ہیئتی جدت نعت کو نہ صرف جدید اردو شاعری سے ہم آہنگ کرتی ہے بلکہ اسے نوجوان نسل کے فکری ذوق سے بھی مربوط بناتی ہے۔ آزاد نظم کی نعت میں خارجی و داخلی کیفیات کی زیادہ مؤثر انداز میں ترجمانی ممکن ہوئی ہے۔ یوں نعت کی کلاسیکی ہیئت کو جدید اسلوب میں ڈھالا گیا، جس سے اس کی تاثیر اور مقبولیت میں اضافہ ہوا۔ یہ رجحان اقبال کے فکری و فنی اسلوب سے گہری مشابہت رکھتا ہے۔

کائناتی تصورات

اکیسویں صدی کی نعت گوئی میں "کائناتی تصورِ رسالت" کو خاص اہمیت حاصل ہے، جو براہ راست علامہ اقبال کی نعتیہ فکر سے متاثر ہے۔ اقبال نے اپنے اشعار میں رسالتِ محمدی ﷺ کو عالمگیر حقیقت کے طور پر پیش کیا— ایک ایسا نورانی مرکز جس سے کائنات میں معنویت پیدا ہوتی ہے۔ اسی رجحان کو اپناتے ہوئے جدید نعت گو شعرانے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کو کائناتی مرکز، انسانیت کی فلاح کا محور، اور روحانی ارتقا کا سرچشمہ قرار دیا۔ ان کے کلام میں رسالت کی عظمت صرف ایک تاریخی حقیقت نہیں بلکہ ایک ازلی و ابدی حقیقت کے طور پر پیش کی گئی ہے۔ جدید نعتوں میں اس تصور کو علامتی اور استعاراتی انداز میں بیان کیا گیا ہے، جس سے نعت محض ثنائے رسولؐ نہیں بلکہ ایک روحانی تجربہ بن جاتی ہے۔ اقبال(3) کا شعر:

نہیں وجود حدود و ثُغُور سے اس کا
محمدِؐ عربی سے ہے عالمِ عربی

اس عالمگیریت کی بہترین مثال ہے، جس میں رسالت مآب ﷺ کی برکت کو جغرافیائی اور تہذیبی حدود سے ماورا قرار دیا گیا ہے۔ اسی فکر کو موجودہ دور کے شعرانے اپنایا، یوں نئی نعت میں روحانی ہم آہنگی اور عالمگیر وحدت کا پیغام جاگزیں ہوا۔

عصری مسائل

اکیسویں صدی میں نعت گوئی نے جہاں عقیدت کو بیان کیا، وہیں سماجی و سیاسی مسائل پر بھی گہری توجہ دی۔ یہ رویہ اقبال کی نعتیہ شاعری سے مماثلت رکھتا ہے، جہاں وہ امت کے زوال، روحانی انحطاط، اور اخلاقی گراوٹ پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ جدید نعت گو شعراء نے اسی تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے اپنی نعتوں میں غربت، کرپشن، عدالتی ناانصافی، اور تعلیم کی زبوں حالی جیسے موضوعات کو شامل کیا۔ ان کے کلام میں صرف مدح نہیں بلکہ ملتِ اسلامیہ کی فلاح و اصلاح کی تمنا بھی جھلکتی ہے۔ یہ نعتیں امت کو خود احتسابی، بیداری، اور اجتماعی اصلاح کی دعوت دیتی ہیں۔ بہت سے شعرانے مسلمانوں کے باہمی اختلافات، مذہبی تعصبات، اور عالمی استعمار کے شکنجوں کو نعت کے پیرائے میں بیان کیا۔ اس طرح کی نعت گوئی نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کو عملی زندگی سے جوڑنے کا وسیلہ بنتی ہے۔ یہ شاعری

صرف جذباتی عقیدت کا مظہر نہیں، بلکہ فکری بیداری اور سماجی تبدیلی کا ایک موثر ذریعہ بھی ہے، جس کا ماخذ اقبال کی وہ نعتیہ فکر ہے جو عملی زندگی میں انقلابی پیغام کی حامل ہے۔

تہذیبی و اخلاقی بحالی

نعت صرف مدحِ رسول نہیں بلکہ تہذیبی و اخلاقی احیا کا ذریعہ بھی بن چکی ہے، جیسا کہ علامہ اقبال کی نعتیہ شاعری میں نمایاں ہے۔ اقبال نے نعت کو امت کی فکری، روحانی اور تہذیبی اصلاح کا مؤثر وسیلہ بنایا۔ ان کے کلام میں صرف مدحِ رسول نہیں بلکہ ان کی تعلیمات کی روشنی میں امت کو بیداری کی دعوت دی گئی ہے۔ اسی روایت کو اکیسویں صدی کے نعت نگاروں نے اپنایا ہے۔ ان کے ہاں نعت کا مقصد صرف عقیدت کا اظہار نہیں بلکہ سیرتِ نبوی ﷺ کو ایک عملی نمونہ بنا کر پیش کرنا ہے، تاکہ قاری نہ صرف جذباتی وابستگی محسوس کرے بلکہ اپنے کردار و عمل میں بھی تبدیلی لائے۔ جدید نعتوں میں روحانی بالیدگی، اخلاقی اقدار کی تجدید، اور اسلامی ثقافت کے احیا کا پیغام جھلکتا ہے۔ نعت گو شعرا نے عشقِ رسول کو تہذیبی تشخص کی بنیاد بنایا اور امت کو قرآن و سنت کی طرف رجوع کی ترغیب دی۔ اس طرح نعت گوئی ایک جامع فکری، روحانی اور سماجی تحریک کی شکل اختیار کر چکی ہے، جو اقبال (1) کے اس پیغام کا تسلسل ہے کہ:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خُدا بندے سے خود پوچھے، بتا، تیری رضا کیا ہے

خلاصۂ بحث:

اقبال کی نعت گوئی نے اردو ادب میں نعت کو فکری گہرائی، فنی تنوع، اور عالمگیر پیغام سے مزین کیا۔ ان کی شاعری میں عشقِ رسولؐ کے ساتھ ساتھ اُمت کے مسائل کا شعور بھی شامل ہے۔ اکیسویں صدی کے نعت گو شعرا نے اقبال کی اس نعتیہ روایت کو آگے بڑھایا۔ حفیظ تائب، مظفر وارثی، صبیح رحمانی اور دیگر نے نعت کو علامتی اسلوب، فکری تجزیے، اور قومی و عالمی موضوعات سے ہم آہنگ کیا۔ ان شعرا کے کلام میں اقبال کی معنویت، بلند فکری جہات اور تہذیبی شعور کی جھلک نمایاں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اقبال کا رنگِ نعت آج بھی نعتیہ ادب پر گہرے اثرات مرتب کر رہاہ

حوالہ جات وحواشی:

(1) اقبال، محمد، (1935ء)، بالِ جبریل، لاہور، اقبال اکیڈمی پاکستان، ص129، ص214۔

(2) فراقی، تحسین، (2006ء)، اقبال اور نعت، لاہور، اقبال اکیڈمی پاکستان، ص87۔

(3) اقبال، محمد، (1936ء)، ضربِ کلیم لاہور، اقبال اکیڈمی پاکستان، ص52، ص52۔

(4) ریاض حسین، چودھری، (2015ء)، نئی قرن کی نعت گوئی، لاہور، مجلسِ ترقی ادب، ص11، ص27۔

(5) اقبال، محمد، (1938ء)، ارمغانِ حجاز، لاہور، اقبال اکیڈمی پاکستان، ص74۔